

11938 - اسع بادت ميں كوئى خير نهيں جو نبى كريم صلى الله عليه وسلم اور صحابه نى نهيں كى

سوال

ميرا سوال طويل هے اميد هے كه ان شاء الله آپ كو الله نى جو علم عطا فرمايا هے اس كى بنا پر كتاب و سنت كى دلائل كى ساآه اس كا جواب ضرور دينگى، برائى مهربانى دلائل ذكر كرتى وقت ايك سى زائد دليل ذكر كريں:

يه سوال اس عبادت كى متعلق هے جو ميرى والدین سرانجام ديتى هیں، اور وه چاهتے هیں ميں بهى اسى طرح كروں، ليكن ميرا خيال هے كه ان كا يه عمل سنت كى موافق نهيں، ميرى والدین صوفى طريقه قادريه پر مصر هیں اور اعتقاد ركھتے هیں كه محمد صلى الله عليه وسلم نور اور انسان هیں، ميرى والد كو ايك صوفى شيخ نى عبادت كى متعلق ايك كتاب دى جو اردو ميں هے ليكن اس ميں دعائیں عربى ميں لكهى هوى هیں اس نى بتايا كه يه عبادت روزانه بيوى اور بچوں كى ساآه جو قرآن مجيد پڑھ سكتے هوں كى ساآه مل كر بلند آواز ميں سرانجام دينى هے، عبادت كا طريقه يه هے:

اس نى هميں بتايا كه عبادت شروع كرنى سى قبل درج ذيل كلمات پڑھنى هیں: اللهم صلى على محمد و آلہ و عترته الخ پھر اس كى بعد ايك سو بار " سبحان الله و بحمده سبحان الله العظيم استغفر الله العظيم الذى لا اله الا هو الحي القيوم و اتوب اليه " پڑھنا هے، اور پھر سات مرتبه سورة الفاتحه پڑھ كر سو بار " اللهم صلى الله محمد و آلہ و عترته الخ پھر سورة الم نشرح (79) بار پھر " اللهم يا قاضى الحاجات " سو بار، پھر سورة الاخلاص سو بار اور پھر سو بار " اللهم يا خافى المهمات " پھر سو بار " اللهم يا دافع البليات " پھر سو بار " اللهم يا حلال احلل مشكلاتى " پھر سو بار " اللهم يا مجيب الدعوات " پھر سو بار " اللهم يا خير الناصرين " پھر سو بار " برحمتك يا ارحم الراحمين " پھر سو بار " اللهم يا شافعى المرضى " پھر سو بار " اللهم آمين " پڑھنا هے.

اس عبادت كا دوسرا حصه يهى اشياء هیں صرف كچھ تعيرات هیں مثلا ابتدا ميں " حسبنا الله " پانچ سو بار اور پھر وهى اوپر والى كلمات وهى عدد ميں پڑھنى هیں ليكن سورة الم نشرح اور سورة الاخلاص نهيں پڑھنى، مجھے علم هے كه ان كلمات ميں سى بعض تو قرآن مجيد ميں مذكور هیں، اور سورتیں بهى يقينا قرآن مجيد سى هیں، ليكن ميں يه معلوم كرنا چاهتا هوں كه آيا عبادت كا يه طريقه سنت كى مطابق هے يا نهيں ؟

كيا نبى كريم صلى الله عليه وسلم نى كبهى ايسا كيا هے، ميرى والدین چاهتے هیں كه ميں ان كى ساآه مل كر يه عبادت سرانجام دوں، اگر ميں اس كى متعلق ذرا سا بهى سوال كروں تو وه ناراض هوتے هیں.

ميرى والدین چاهتے هیں كه اس دعا سى فارغ هونى كى بعد ميں سورة الفيل سو بار تلاوت كروں، اور جب " ترميمهم " كلمه پر پهنچوں تو كنكريات پكڑ كر تسلسل كى ساآه پهينكوں اور يه كنكريات ايك لوهے كى ديگچى كو اٹا كر اس پر سرخ رنگ كا كپڑا ليٹا هو تا كه خون محسوس هو كو مارى جائیں، وه مجھے كهتے هیں كه اس ميں الله تعالى سى يه طلب كيا جا رها هے كه وه همارے دشمنوں پر موت نازل كرى، يا اس طرح كى كوئى اور مصيبت، ميں معلوم كرنا

چاہتا ہوں کہ آیا یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے یا کہ بدعات میں شمار ہوتا ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد لله.

جس غرض و غایت کے لیے ہم سب پیدا کیے گئے ہیں وہ اللہ وحدہ لا شریک کی عبادت ہے، جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے:

اور میں نے تو جن و انس کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے الذاریات (56).

اللہ تعالیٰ نے ہمیں ویسے ہی نہیں چھوڑ دیا کہ ہم میں سے ہر ایک عبادت کے لیے کوئی خاص طریقہ اختیار کر لے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور اپنی عظیم کتاب قرآن مجید نازل فرمائی تا کہ لوگوں کے لیے بیان و راہنمائی بنے، تو جو بھی عبادت اور خیر و بھلائی اور ہدایت تھی جسے اللہ سبحانہ و تعالیٰ پسند کرتا تھا وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرما دی ہے۔

کوئی بھی مسلمان اس میں اختلاف نہیں کرتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے افضل اور متقی ہیں، اور ان میں سب سے زیادہ عبادت و رجوع کرنے والے ہیں، اسی لیے توفیق و ہدایت پر وہی ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کو اپنائے اور آپ کی راہ پر بالکل اسی طرح چلے جس طرح آپ چلے تھے۔

اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر چلنا اور اس کا التزام کرنا اختیاری نہیں کہ جو چاہے اختیار کرے اور جو چاہے اسے ترک کر دے، لیکن اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے بندوں پر اسے فرض کرتے ہوئے فرمایا:

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں جو دیں وہ لے لو اور جس سے روکیں اس سے رک جاؤ، اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو یقیناً اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے الحشر (7).

اور ایک مقام پر رب ذوالجلال کا فرمان ہے:

اور (دیکھو) کسی مومن مرد و عورت کو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ کے بعد اپنے کسی امر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا (یاد رکھو) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی جو بھی نافرمانی کریگا وہ صریح گمراہی میں پڑیگا الاحزاب (36).

اور ایک مقام پر ارشاد باری تعالیٰ کچھ اس طرح ہے:

یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں عمدہ نمونہ موجود ہے ہر اس شخص کے لیے جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن کی توقع رکھتا ہے اور بکثرت اللہ تعالیٰ کی یاد کرتا ہے الاحزاب (21) .

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا ہے کہ ہر نئی ایجاد کردہ عبادت مردود ہے چاہے وہ کتنی بھی ہو عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جس کسی نے بھی کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا امر اور حکم نہیں تو وہ مردود ہے "

صحیح مسلم حدیث نمبر (1718) .

اس لیے عمل قابل قبول اس وقت ہو گا جب وہ خالصتاً اللہ کے لیے ہو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور طریقہ کے مطابق ہو، اور اللہ کے درج ذیل فرمان سے بھی یہی مراد ہے:

تا کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے اچھے عمل کون کرتا ہے .

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کہتے ہیں: اخلصہ و اصوبہ تو لوگوں نے عرض کیا: اے ابو علی اخلصہ و اصوبہ سے کیا مراد ہے ؟

انہوں نے جواب دیا:

اگر عمل خالصتاً اللہ کے لیے لیکن سنت کے مطابق نہ ہو تو قبول نہیں ہو گا، اور اگر سنت کے مطابق ہوا لیکن خالص نہ ہوا تو بھی قبول نہیں ہو گا، قبول اس صورت میں ہے جب وہ خالص بھی ہو اور صواب و صحیح یعنی سنت کے مطابق بھی ہو.

خالص سے مراد یہ ہے کہ وہ کام اللہ کے لیے ہو، اور صواب سے مراد یہ ہے کہ وہ سنت کے مطابق ہو.

اس لیے جو کوئی بھی اللہ کی رضا و خوشنودی تک پہنچنا چاہتا ہے اس کے لیے سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا التزام کرنا ضروری ہے، اس راہ کے علاوہ اللہ کی جانب باقی سب راہ بند ہیں صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا راہ ہی اللہ کی جانب جاتا ہے.

اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے لیے رحیم و شفیق اور ان پر حریص ہیں تو انہوں نے کوئی بھی ایسا کام نہیں چھوڑا جو خیر و بہلائی والا تھا اسے امت کے لیے بیان کر دیا ہے، لہذا جو کوئی بھی آج عبادت یا ذکر یا ورد ایجاد کرے اور یہ گما نرکھے کہ اس میں خیر ہے تو اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر - اسے اس کا شعور ہو یا نہ ہو - یہ تہمت لگائی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کو اس طرح نہیں پہنچایا جس طرح اللہ نے حکم

دیا تھا۔

اسی لیے امام مالك رحمہ اللہ کہا کرتے تھے:

" جس نے بھی اسلام میں کوئی بدعت ایجاد کی اور وہ اسے اچھا اور حسن سمجھتا ہو تو اس نے گمان و خیال کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رسالت میں خیانت کی ہے؛ کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے:

آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا .

تو جو چیز اس دن دین نہ تھی وہ آج بھی دین نہیں بن سکتی۔

بدعات کی اختراع و ایجاد سے بچنے کا صحابہ کرام اور تابعین اور آئمہ کی کلام میں بہت ذکر ملتا ہے:

حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں:

" پر وہ عبادت جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے نہیں کی تم بھی اس کو مت کرو "

ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں:

" تم اتباع و پیروی کرو اور بدعات کی ایجاد مت کرو، تمہارے لیے وہی کافی ہے تم پرانے حکم کو لازم پکڑو "

اس دعاء اور ذکر کی اختراع کرنے والے سے یہ دریافت کرنا چاہیے کہ:

آیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا ہے ؟

آیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام نے ایسا کیا ؟

اس کا جواب سب کو معلوم ہے کہ:

مذکورہ سورتیں اس عدد یعنی سو بار اور سات بار اور اناسی مرتبہ پڑھنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں اور نہ ہی اس کا ثبوت کسی صحابی سے ملتا ہے، اور اسی طرح دعائیں بھی اس کیفیت میں تکرار کے ساتھ پڑھنے کا ثبوت نہیں۔

اس اختراع کرنے والے بدعتی کو یہ کہا جائے کہ: کیا تمہارا خیال ہے کہ تم اس خیر و بھلائی کی طرف سبقت کر

رہے ہو جس کا علم نہ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تھا اور نہ ہی صحابہ جانتے تھے ؟

یا تمہارا خیال ہے کہ تمہیں یا تمہارے پیر اور شیخ کو شریعت بنانے اور انکار کی تحدید اور اس کے لیے وقت مقرر کرنے اور عدد متعین کرنے کا حق حاصل ہے جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حق حاصل تھا ؟
بلاشك و شبه یہ اور وہ سب واضح گمراہی ہے۔

ہم درج ذیل واقعہ کو معتبر سمجھیں اور اس پر عمل کریں:

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے عرض کی اے ابو عبد الرحمن میں نے ابھی ابھی مسجد میں ایک کام دیکھا ہے اور اس سے انکار نہیں اور الحمد للہ وہ اچھا ہی معلوم ہوتا ہے، ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے دریافت کیا وہ کیا ؟

تو ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہنے لگے اگر تم زندہ رہے تو دیکھو گے، وہ بیان کرنے لگے:

میں نے مسجد میں لوگوں کو نماز کا انتظار کرتے ہوئے دیکھا کہ وہ حلقے باندھ کر بیٹھے ہیں اور ہر حلقے میں لوگوں کے ہاتھوں میں کنکریاں ہیں اور ایک شخص کہتا ہے سو بار تکبیر کہو، تو وہ سو بار اللہ اکبر کہتے ہیں، اور وہ کہتا ہے سو بار لا الہ الا اللہ کہو تو وہ سو بار لا الہ الا اللہ کہتے ہیں، وہ کہتا ہے سو بار سبحان اللہ کہو تو وہ سو بار سبحان اللہ کہتے ہیں۔

ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: تو پھر آپ نے انہیں کیا کہا ؟

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا:

میں نے انہیں کچھ نہیں کہا میں آپ کی رائے اور حکم کا انتظار کر رہا ہوں۔

ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہنے لگے:

تم نے انہیں یہ حکم کیوں نہ دیا کہ وہ اپنی برائیاں شمار کریں اور انہیں یہ ضمانت کیوں نہ دی کہ ان کی نیکیاں ضائع نہیں کی جائیگی ؟

پھر وہ چل پڑے اور ہم بھی ان کے ساتھ گئے حتیٰ کہ وہ ان حلقوں میں سے ایک حلقہ کے پاس آ کر کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے: یہ تم کیا کر رہے ہو ؟

انہوں نے جواب دیا: اے ابو عبد الرحمن کنکریاں ہیں ہم ان پر اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ اور سبحان اللہ پڑھ کر گن رہے ہیں۔

ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا:

تم اپنی برائیوں کو شمار کرو، میں تمہاری نیکیوں کا ضامن ہوں وہ کئی ضائع نہیں ہو گی، اے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم افسوس ہے تم پر تم کتنی جلدی ہلاکت میں پڑ گئے ہو، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کتنے وافر مقدار میں تمہارے پاس ہیں، اور ابھی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے بھی بوسیدہ نہیں ہوئے اور نہ ہی ان کے برتن ٹوٹے ہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میری جان ہے کیا تم ایسی ملت پر ہو جو ملت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور طریقہ سے زیادہ ہدایت پر ہے یا کہ تم گمراہی کا دروازہ کھولنے والے ہو۔

انہوں نے جواب دیا: اے ابو عبد الرحمن ہمارا ارادہ تو صرف خیر و بھلائی کا ہی ہے۔

ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جواب دیا:

اور کتنے ہی خیر و بھلائی کا ارادہ رکھنے والے اسے پا نہیں سکتے۔

تو پر خیر و بھلائی کا ارادہ رکھنے والا اسے پا نہیں سکتا اور ہر عبادت اس وقت تک قبول نہیں ہو سکتی جب تک وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ اور سنت پر نہ ہو"

سنن دارمی حدیث نمبر (206) .

ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ انکار اور انہیں اس کام سے روکنا بدعتیوں اور اختراعات کرنے والوں کا رد اور قطعی حجت کا متقاضی ہے جو ہمیشہ یہ کہتے ہیں کہ نماز اور قرآن اور انکار میں کیا چیز مانع ہے؟! ہم تو صرف خیر و بھلائی کے لیے اور اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے ایسا کرتے ہیں۔

انہیں اس کا جواب یہ دیا جائیگا کہ:

عبادت کے لیے واجب ہے کہ وہ اصل اور کیفیت اور ہیئت میں مشروع ہو، اور جو چیز شریعت میں عدد کے ساتھ مقید ہے اس سے تجاوز کرنا جائز نہیں، اور جو شریعت میں مطلق ہے اسے کسی بدعتی شخص کے لیے بھی محدود کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ ایسا کرنے سے تو شریعت کا مقابلہ ہو گا۔

اس مسئلہ کی تائید سعید بن مسیب رحمہ اللہ کے اس قصہ سے بھی ہوتی ہے انہوں نے ایک شخص کو طلوع فجر کے بعد دو رکعت سے زائد نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا تو اسے ایسا کرنے سے منع کیا تو وہ شخص کہنے لگا:

اے ابو محمد کیا اللہ تعالیٰ مجھے نماز ادا کرنے پر عذاب دے گا؟

تو انہوں نے جواب دیا: نہیں، لیکن تجھے سنت کی مخالفت کرنے پر عذاب دے گا"

آپ اس جلیل القدر تابعی رحمہ اللہ کی فقہ اور سمجھ دیکھیں کیونکہ سنت تو یہی ہے کہ طلوع فجر کے بعد نماز فجر کی سنت مؤکدہ دو رکعت ادا کی جائیں یہی سنت ہے، اس سے زائد نہیں اور پھر فجر کے فرض ادا کیے جائیں۔

اور امام مالک رحمہ اللہ سے بھی ایسا ہی واقعہ ملتا ہے ان کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا:

اے ابو عبد اللہ میں احرام کہاں سے باندھوں؟

تو انہوں نے جواب دیا: ذی الحلیفہ سے احرام باندھو جہاں سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا تھا۔

تو شخص کہنے لگا: میں مسجد نبوی سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس احرام باندھنا چاہتا ہوں۔

امام مالک رحمہ اللہ کہنے لگے: ایسا مت کرنا مجھے خدشہ ہے کہ تم فتنہ میں نہ پڑ جاؤ۔

وہ شخص کہنے لگا: یہ کونسا فتنہ ہے؟ بلکہ صرف چند میل ہی میں زیادہ کر رہا ہوں۔

تو امام مالک رحمہ اللہ کہنے لگے:

اس سے بڑا فتنہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ تم یہ سمجھ رہے ہو کہ اس فضیلت کی طرف سبقت لے جا رہے ہو جسے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں پایا اور کوتاہی کی ہے؟!

میں نے اللہ کا یہ فرمان سنا ہے:

ان لوگوں کو ڈرتے رہنا چاہیے جو اللہ کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں کہ کہیں انہیں فتنہ یا پھر عذاب الیم نہ پہنچ

جائے النور (63)۔

صحابہ کرام اور تابعین عظام اور آئمہ کی فقاہت و سمجھ تو یہ تھی، لیکن یہ بدعتی لوگ کہتے ہیں کونسا فتنہ بلکہ یہ تو

نماز اور نکر اور چند میل ہی ہیں جن سے ہم اللہ کا قرب حاصل کر رہے ہیں۔

اس لیے کسی بھی عقلمند کو ان لوگوں کی باتوں کے دھوکہ میں نہیں آنا چاہیے، کیونکہ شیطان نے ان کے لیے اعمال

کو مزین کر رکھا ہے، اور وہ اپنے مشائخ اور پیروں اور بزرگوں کی مخالفت کرنا پسند نہیں کرتے اور وہ اپنے بزرگوں

کے طریقہ کو نہیں چھوڑنا چاہتے۔

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" ابلیس کو معصیت سے زیادہ بدعت پیاری اور محبوب ہے کیونکہ معصیت و گناہ سے توبہ کی جا سکتی ہے، اور بدعت سے نہیں۔

یہ جان لو کہ انسان جو بھی بدعت کرتا ہے اس کے مقابلہ میں اس طرح کی یا اس سے بہتر کوئی نہ کوئی سنت ضرور ترک کرتا ہے، اس لیے ان ایجاد کردہ انکار اور دعاؤں کو پڑھنے والے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ انکار اور دعاؤں سے سب سے بڑے جاہل ہوتے ہیں، ان میں بہت ہی کم ایسے لوگ ہونگے جنہیں صبح اور شام کی دعائیں یاد ہوں اور وہ صبح اور شام سو بار سبحان اللہ و بحمدہ کہتا ہو، یا

" أصبحنا على فطرة الإسلام وكلمة الإخلاص ودين نبينا محمد صلى الله عليه وسلم وملة أبينا إبراهيم حنيفا وما كان من المشركين "

پڑھتا ہو۔

یا پھر " أصبحنا وأصبح الملك لله رب العالمين اللهم إني أسألك خير هذا اليوم فتحه ونصره ونوره وبركته وهداه وأعوذ بك من شر ما فيه وشر ما بعده "

یا وہ " سبحان الله عدد خلقه ، سبحان الله رضا نفسه ، سبحان الله زنة عرشه ، سبحان الله مداد كلماته "

پڑھتا ہو۔

اس کے علاوہ دوسری صبح و شام کی دعائیں جو سنت سے ثابت ہیں وہ پابندی سے پڑھتا ہو۔

حاصل یہ ہوا کہ آپ کے لیے ان بدعتی انکار میں والدین کے ساتھ شريك ہونا جائز نہیں ہے۔

اور آپ نے سورة الفيل اور ترمیم پڑھتے وقت کنکریاں مارنے کا جو ذکر کیا ہے یہ خرافت اور بدشگونی ہے، ایسا کرنا جائز نہیں، اور نہ ہی اس سے اللہ کا قرب حاصل ہو گا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کس قدر زیادہ دشمن تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے اس طریقہ سے بد دعا نہیں فرمائی، بلکہ خدشہ ہے کہ ایسا کرنا شیطان کے قرب اور ان سے استغاثہ کا باعث نہ بن جائے۔

رہا یہ اعتقاد کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نور تھے اس کی کوئی اصل اور دلیل نہیں، اور نہ ہی کتاب اللہ اور کسی صحیح حدیث میں اس کا ثبوت ملتا ہے، اور پھر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے تو ہمیں بتایا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو ہماری طرح بشر اور انسان تھے لیکن صرف اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ فضیلت دی کہ آپ کی طرف وحی بھیجی اور آپ کو رسول بنایا۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

آپ کہہ دیجئے کہ میں تو تم جیسا ہی ایک انسان ہوں (ہاں) میری جانب وحی کی جاتی ہے کہ تم سب کا معبود صرف ایک ہی معبود ہے الکھف (110) .

اور ایک دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

آپ کہہ دیجئے کہ میں تو تم ہی جیسا انسان ہوں مجھ پر وحی نازل کی جاتی ہے کہ تم سب کا معبود ایک اللہ ہی ہے سو تم اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور اس سے گناہوں کی معافی طلب کرو اور ان مشرکوں کے لیے بڑی ہی خرابی و ہلاکت ہے حم السجدة (6) .

غالی قسم کے صوفیوں کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں، اور وہ سب سے پہلے پیدا ہوئے ہیں اور ان کے نور سے باقی مخلوق پیدا کی گئی ہے، یہ جھوٹ اور بہتان و گمراہی ہے، اس کی کوئی دلیل نہیں صرف موضوع اور باطل حدیث پیش کی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے ہماری دعا ہے کہ وہ آپ کو اور آپ کے والدین کو بدعات اور بدعتیوں سے بچا کر رکھے۔

واللہ اعلم .